



اکھل شرما  
نیویارک میں

# ہیمنگ وے کے اثرات

اکھل شرما

ارنست ہیمنگ وے نے ایک ہند تڑا دم صنف کے فن اور شعور کی کس طرح صورت گیری کی۔

رائٹرز کی حیثیت سے میں جو کچھ بھی ہوں اس کی ابتدا ہمنگ وے سے ہوئی یا ان کے خلاف کسی روٹل سے ہوئی۔ ان میں سے ایک بات یہ تھی کہ خود کسی جوبے میں چلا ہوئے بغیر عجیب و غریب چیزوں کے بارے میں کس طرح لکھا جائے۔ ہمنگ وے کا تجربہ کرنے والوں نے بتایا کہ ان کی کہانیاں کارروائیوں کے درمیان شروع ہوتی ہیں اور وہ اس طرح لکھتے ہیں گویا قاری ان حالات کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہے جس کے بارے میں وہ لکھ رہے ہیں۔ اور جب وہ براہ راست کوئی وضاحت کرتے ہیں تو افسانوی تجربات سے یہ گریز قاری کو یہ بتانے کا ایک طریقہ ہے کہ میں یہ گریز اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ میں جھوٹ نہیں بولنا چاہتا۔

جہاں تک میرا تعلق ہے چونکہ ایک رائٹر کے طور پر میں نے سیکھنے کی ابتدا ہمنگ وے سے کی اور کارڈ میں بیچنے تک گورے ادیبوں کے علاوہ کسی کی تحریر نہیں پڑھی اس لیے میں تحریر کو صرف تحریر سمجھتا رہا۔ تحریر صرف الفاظ کا ایک سلسلہ ہے اور قاری کو تجربات سے روشناس کرانے کی مکتبیتیں ہیں۔ میں ہمیشہ اسی طرح سوچتا رہا کسی سرجن کے لیے نسل سے کچھ فرق نہیں پڑتا کیوں کہ کسی مریض کی کوئی بھی نسل ہو اس کے لیے تو دل ہی رہے گا اور پتا چتا ہی رہے گا۔ اسی طرح کسی لکھنے والے کی نسل سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ٹرک وٹن کی ایک بڑی لہر کے ساتھ میں امریکہ آیا۔ ان ایٹائیٹاں تارکین وطن نے امریکی سماج میں ایک محسوس پیدا کیا کہ ایٹائیٹاں گھرانوں میں رہنا کیا ہوتا ہے۔ میری خوش قسمتی یہ تھی کہ میری کتابیں پڑھی گئیں (میں خود کو ایک چھاپا پڑھتا ہوں لیکن میں سمجھ سکتا ہوں کہ اگر میں ۵۰ برس پہلے لکھ رہا ہوتا تو میری تحریریں بڑی عجیب و غریب معلوم ہوتیں اور عام قاری کے لیے یہ زائد ہی ہوتیں۔) میری پہلی کتاب این او بیڈنٹ فاؤز کو ۲۰۰۰ میں پی ای این ڈبلیو کے لیے لکھی گئی۔ یہ انعام کسی سال میں بہترین پہلا ناول شائع ہونے پر دیا جاتا ہے۔

مجھے انعام پیش کرنے والے ہمنگ وے کے ایک بیٹے تھے۔ شاید وہ پیٹرک ہمنگ وے تھے۔ میں اور وہ سفید ریش شخص ایک کانفرنس روم میں بیٹھ کر دس پندرہ منٹ باتیں کرتے رہے۔ میں نے انھیں یہ نہیں بتایا کہ اس میں ان کے والد کو کتنا دخل ہے۔ کیونکہ مجھے شرم محسوس ہو رہی تھی۔ اس کے بجائے ہم اس بارے میں گفتگو کرتے رہے کہ ان کے والد نے 'دی بک آف کاسن' پر بیڑ میں اپنی کتابوں کے لیے نائل کس طرح تلاش کیے۔ جب سبھی سوچتا ہوں کہ میں کتنا خوش قسمت ہوں تو وہ آتا ہے۔

نئی دہلی میں پیدا ہونے والے اکھل شرما دی نیویارک اور دی اٹلانٹک مشنٹی کے لیے لکھتے ہیں۔ گرانٹا میگزین نے ۲۰۰۷ میں انھیں بہترین نوجوان امریکی ناول نگار قرار دیا تھا۔

کہ میرے تجربات جو کہ اکثریتی تجربات نہیں ہوں گے سفید قوموں کے تجربات جیسے اہم نہیں ہوں گے۔ میں نے یہ بھی محسوس کیا کہ چونکہ میں ان لوگوں کے تجربات میں شریک نہیں ہوں اس لیے سفید قوم امریکیوں کے تجربات کے برابر حقیقی نہیں ہو سکتے۔

سفید قوموں کے متعلق لکھنے کے معاملے میں جو مسائل مجھے درپیش تھے ان میں یہ مسئلہ بھی تھا کہ میں ان کے بارے میں کچھ نہیں جانتا تھا۔ جب میں دسویں جماعت میں تھا تو پہلی بار ایک سفید فاق شخص کے گھر میں گیا۔ دسویں جماعت میں میں نے ارنست ہمنگ وے کی ایک خودنوشت پڑھی۔ مجھے یاد ہے ایک دن صبح کو چکن کی میز پر میں نے اسے پڑھنا شروع کیا۔ چکن کی کھڑکیاں اندھیری تھیں پھر بھی میں نے اسے پڑھا تا کہ میں لوگوں سے جھوٹ نہ بول سکوں کہ میں نے ہمنگ وے کی کتابیں پڑھی ہیں (میں ہمیشہ ہی لوگوں سے جھوٹ بولتا تھا کہ میں نے کتابیں پڑھی ہیں حالانکہ میں نے پڑھی نہیں۔)

این او بیڈنٹ فاؤز از اکھل شرما 'ٹینیسی ڈیپٹی، کولکٹہ، چنڈنی اور مہیشی کی امریکن لائبریری میں دستیاب ہے۔

میں اس کتاب کو پڑھ کر حیران رہ گیا۔ مجھے حیرت ہوئی کہ ہمنگ وے کو فرانس اور اسپین میں رہنے کا اتفاق ہوا اور انھوں نے کیوبا کا بھی سفر کیا اور زندگی کا لطف اٹھایا۔ اس وقت تک میں کیوبا پر وگرمیرا یا انجینئر یا ڈاکٹر بننے کی سوچ رہا تھا لیکن اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ہی میں سوچنے لگا کہ میں کوفت بھری زندگی اختیار کرنے کے بجائے ارنست ہمنگ وے کا طرز معاشرت بھی اختیار کر سکتا ہوں۔

ہمنگ وے کی سوانح حیات پڑھنے کے بعد میں ان کے متعلق دوسری کتابیں پڑھنے لگا اور عقیدتی مضامین بھی پڑھے۔ خود ہمنگ وے کی کسی تعریف کو پڑھنے سے پہلے میں ان سے متعلق تقریباً ۲۰ دیگر کتابیں پڑھ چکا تھا۔ میں نے ہمنگ وے کے متعلق وہ سب کچھ اس وجہ سے پڑھا کہ میں ان کی پوری پوری نقل کرنا چاہتا تھا اور کسی سیکھے کو غور کیے بغیر نہیں چھوڑنا چاہتا تھا۔ دراصل شروع شروع میں نے ہمنگ وے کی تحریروں میں کوئی دلچسپی نہیں محسوس کی۔

میں ہمنگ وے کو ایک ایسا قد کا رکھتا ہوں جس نے مجھے سب سے زیادہ متاثر کیا۔ ہمنگ وے نے ایسے کرداروں کے بارے میں لکھا جو امریکی قاری کے لیے عجیب و غریب تھے۔ انھوں نے اٹلی میں لیروں اور سپاہیوں کے بارے میں اور جیس کے اخبار نویسوں کے بارے میں لکھا۔ میں نے ہمنگ وے سے بہت کچھ سیکھا ہے اور میں کہہ سکتا ہوں کہ ایک

**میں** صرف اپنے تجربات بیان کر سکتا ہوں اس لیے یہ نہیں سمجھا جائے کہ میں کبھی ہندوستانی امریکی مصنفین کی نمائندگی کر رہا ہوں۔ میں نے اس وقت کہانیاں لکھنا شروع کیں جب میں نویں جماعت میں تھا۔ میں نے ایسا اس وجہ سے کیا کہ میں بہت ہی آزر دہ رہا کرتا تھا اور توجہ چاہتا تھا۔

میرا کنبہ ۱۹۷۹ میں امریکہ آیا۔ میرا کنبہ میں، میرا بھائی، میری ماں اور میرے والد پر مشتمل تھا۔ ہماری آمد کے دو سال بعد ایک سونگ پول میں میرا بھائی ایک حادثے سے دوچار ہوا جس کی وجہ سے اس کے دماغ کو شدید نقصان پہنچا۔ اس وقت میری عمر دس برس تھی اور میرے بھائی کی عمر ۱۳ برس۔ میرا بھائی اب بھی زندہ ہے لیکن وہ نہ چل سکتا ہے نہ بول سکتا ہے۔ انوپ سوتے ہوئے خود بخود دگر و بگڑ بھی نہیں بدل سکتا، اس لیے رات بھر کسی کو اس کے پاس رہنا پڑتا ہے تاکہ ہر دو گھنٹے پر اس کو کوڑھ بڑا دے تاکہ اس کے جسم پر بستر کی جراحت نہ ہو۔

اس حادثے کے بعد دو سال تک میرا بھائی ہسپتال میں رہا، اس کے بعد ہمارے والدین نے طے کیا کہ وہ خود اس کی دیکھ بھال کر لیں گے۔ بھائی کی اس کیفیت کی وجہ سے جو پریشانی تھی، ان کے علاوہ مجھے مالی پریشانی بھی لاحق تھی، کیونکہ ہمارے پاس پیسے بہت کم تھے اور ہمارا انحصار انشورنس کمپنیوں اور نرسوں پر تھا۔ ہمیں محسوس ہوا کہ ہمارے ساتھ ہمیشہ دھوکا کیا جا رہا ہے اور لوگ اپنی ذمہ داریاں نہیں پوری کر رہے ہیں۔

نویں جماعت تک جب میری عمر ۱۵ برس تھی، میں کہانیاں اسی وقت لکھتا تھا جب مجھے کلاس کا کام دیا جاتا تھا۔ نویں جماعت میں ہماری ایک ٹیچر مسز گرین تھیں۔ وہ ہمیشہ میری تعریف کرتی تھیں کہ میں سبق اچھی طرح سمجھ لیتا تھا، اس لیے وہ مجھ پر زیادہ توجہ دیتیں تھیں۔ پھر میں کہانیاں لکھنے لگا۔

شروع شروع میں جو کہانیاں لکھتا اس کے سارے کردار سفید قوم امریکی ہوتے۔ اس کی وجہ کسی حد تک یہ تھی کہ میں نے جتنے افسانے پڑھے وہ سفید قوموں کے متعلق تھے۔ یہ بات بھی اتنی ہی اہم تھی کہ میں محسوس کر رہا تھا کہ ایک انڈین امریکن کی حیثیت سے میری کوئی اہمیت نہیں ہے۔ ایک اقلیتی حیثیت میں جسے اکثریتی آبادی کے تجربات نہ ہوں میں نے محسوس کیا

**مزید معلومات کے لئے:**  
اکھل شرما کی 'مدر اینڈ سن' سے ایک اقتباس  
<http://www.bestyoungnovelists.com/Akhil-Sharma/Read-an-extract-from-Mother-and-Son>  
ارنست ہیمنگ وے  
<http://www.timelesshemingway.com/>